

چنانچہ وہ نورانی یعفور کے ساتھ دربار نبوی میں حاضر ہو جایا کرتے تھے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ادنیٰ کپڑا پہنے گا اور بکری کا دودھ دوہے گا اور گدھے کی سواری کرے گا۔ اس میں بالکل ہی تکبر نہیں ہوگا۔ (تفسیر روح البیان، ج ۵، ص ۱۱، پ ۱۴، النحل: ۸)

دوسری ہدایت:- ان چاروں سوار یوں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بطور انعام و احسان کے ان جانوروں کی تخلیق کا ذکر فرمایا ہے اور پھر ان چاروں سوار یوں پر حضرات انبیاء علیہم السلام سوار ہوئے ہیں لہذا ان سوار یوں کی توہین و تحقیر بہت بڑی گستاخی و بے ادبی ہے جو کفر تک پہنچا دینے والی منحوسیت ہے بلکہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان چوپایوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمت جان کر شکر بجالائے اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی نسبت سے ان سوار یوں کی دل سے قدر کرے اور ہرگز ہرگز ان کی توہین و تحقیر نہ کرے کہ اس میں ایمان کی سلامتی بلکہ ایمان کی نورانیت کا راز مضمر ہے اور ان چاروں سوار یوں کے بعد جو دوسری سواریاں ایجاد ہوئی ہیں ان پر بھی سوار ہونا جائز ہے اور ان سوار یوں کے بارے میں یہ ایمان رکھنا لازم ہے کہ یہ سب خدا ہی کی پیدا کی ہوئی ہیں اور یہ سب سواریاں وہی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○ فرما کر ان کے پیدا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۳۲﴾ شہد کی مکھی

عربی میں شہد کی مکھی کو ”نحل“ کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک سورہ نازل فرمائی جس کا نام سورہ نحل ہے۔ اس سورہ میں شہد اور شہد کی مکھی کے فضائل اور اس کے فوائد و منافع کا تذکرہ فرمایا ہے، جو قابل ذکر ہے اور درحقیقت یہ کھیاں عجائباتِ عالم کی فہرست میں ایک بہت ہی نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ اس مکھی کی چند خصوصیات حسب ذیل ہیں:

{۱} اس مکھی کے گھروں یعنی چھتوں کا ڈسپلن اور نظام عمل اتنا منظم اور باقاعدہ ہے گویا ایک ترقی یافتہ ملک کا ”نظام سلطنت“ ہے۔ جو پورے نظام و انتظام کے ساتھ نظم مملکت چلا رہا ہے

جس میں کوئی خلل اور فساد رونما نہیں ہوتا۔

{ ۲ } ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں یہ کھیاں اس طرح رہتی ہیں کہ ان کا ایک بادشاہ ہوتا ہے جو جسم اور قد میں تمام مکھیوں سے بڑا ہوتا ہے۔ تمام کھیاں اسی کی قیادت میں سفر اور قیام کرتی ہیں اس بادشاہ کو ”یعسوب“ کہتے ہیں۔

{ ۳ } ان کا ”یعسوب“ ان مکھیوں کے لئے تقسیم کار کرتا ہے اور سب کو اپنی اپنی ڈیوٹی پر لگا کر کام کراتا ہے۔ چنانچہ کچھ کھیاں مکان بناتی ہیں جو سوراخوں کی شکل میں ہوتا ہے یہ کھیاں ان سوراخوں کو اتنی خوبصورتی اور یکسانیت کے ساتھ مسدس (چھ گوش والا) شکل کا بناتی ہیں کہ گویا کسی ماہر انجینئر نے پرکار کی مدد سے ان سوراخوں کو بنایا ہے۔ سب کی شکل بالکل یکساں اور ایک جیسی، سب کی لمبائی چوڑائی اور گہرائی بالکل برابر ہوتی ہے۔

{ ۴ } کچھ کھیاں ”یعسوب“ کے حکم سے انڈے بچے پیدا کرنے کا کام انجام دیتی ہیں، کچھ شہد تیار کرتی ہیں، کچھ موم بناتی ہیں، کچھ پانی لاتی ہیں، کچھ پہرہ دیتی رہتی ہیں، مجال نہیں کہ کوئی دوسری مکھی ان کے گھر میں داخل ہو سکے۔

{ ۵ } یہ کھیاں پھلوں پھولوں وغیرہ کا رس چوس چوس کر لاتی ہیں اور شہد کے خزانے میں جمع کرتی رہتی ہیں اور پھلوں پھولوں کی تلاش میں جنگلوں اور میدانوں میں سینکڑوں میل الگ الگ دور دور تک چلی جاتی ہیں مگر یہ اپنے چھتوں کو نہیں بھولتی ہیں اور بلا تکلف کسی تلاش کے سیدھے سینکڑوں میل کی دوری سے اپنے چھتوں میں پہنچ جاتی ہیں۔

{ ۶ } یہ کھیاں مختلف رنگوں اور مختلف ذائقوں کا شہد تیار کرتی ہیں، کبھی سرخ، کبھی سفید، کبھی سیاہ، کبھی زرد، کبھی پتلا، کبھی گاڑھا، مختلف موسموں میں اور مختلف پھلوں پھولوں کی بدولت شہد کے مختلف رنگ اور ذائقے بدلتے رہتے ہیں۔

{ ۷ } یہ اپنے چھتے کبھی درختوں پر، کبھی پہاڑوں پر، کبھی گھروں میں، کبھی دیواروں کے

سوراخوں میں، کبھی زمین کے اندر بنایا کرتی ہیں اور ہر جگہ یکساں ڈسپلن اور نظام کے ساتھ ان کا کارخانہ چلتا رہتا ہے۔

{ ۸ } نافرمان اور باغی مکھیوں کو ان کا ”یعسوب“ مناسب سزائیں بھی دیتا ہے یہاں تک کہ بعض کو قتل بھی کروا دیتا ہے اور سب کو اپنے کنٹرول میں رکھتا ہے۔ کبھی کوئی شہد کی مکھی کسی نجاست پر نہیں بیٹھ سکتی اور اگر کوئی کبھی بیٹھ جائے تو ان کا بادشاہ ”یعسوب“ اس کو سخت سزا دے کر چھتے سے نکال دیتا ہے۔

قرآن مجید نے اس شہد کی مکھیوں کے مسائل کا خطبہ پڑھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ
 وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ۖ ثُمَّ كَلَّمْنِي مِنْ كُلِّ شَّعْرَةٍ فَاسْتَكْبَرْتَنِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ۖ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهِنَّ شَرَابٌ مُّخْتَلَفٌ ۚ أَلَا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٦٨﴾ (النحل: ٦٨-٦٩)

ترجمہ کنزالایمان :- اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بنا اور درختوں میں اور چھتوں میں پھر ہر قسم کے پھل میں سے کھا اور اپنے رب کی راہیں چل کہ تیرے لئے نرم و آسان ہیں اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کی تندرستی ہے بیشک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں کو۔

دوسری ہدایت: اللہ تعالیٰ نے شہد کو تمام بیماریوں کے لئے شفا فرمایا ہے چنانچہ بعض امراض میں تنہا شہد سے شفاء حاصل ہوتی ہے اور بعض امراض میں شہد کے ساتھ دوسری دواؤں کو ملا کر بیماریوں کا علاج کرتے ہیں جیسا کہ معجونوں اور جوارشوں اور طرح طرح کے شربتوں کے ذریعے تمام بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے اور ان سب دواؤں میں شہد شامل کیا جاتا ہے اسی طرح سکنجبین میں بھی شہد ڈالی جاتی ہے جو پیٹ کے امراض کے لئے بے حد مفید ہے۔ بہر حال

ہر مسلمان کو یہ ایمان رکھنا چاہئے کہ شہد میں شفاء ہے اس لئے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے

شہد کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ **فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ** ^ط (پ ۱۴، النحل: ۶۹)

یعنی اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

﴿۳۳﴾ کھوسٹ عمر والا

انسان کی وہ طویل عمر جس میں انسان کے تمام قویٰ مضحل اور بیکار ہو جاتے ہیں اور آدمی بالکل ہی ناقص القوۃ، کم عقل اور قلیل الفہم ہو کر بچپن کی ہیئت کے مثل عقل و دانائی اور ہوش و خرد سے عاری اور نسیان کے غلبہ سے سارا علم بھول جاتا ہے اور اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے سے مجبور

ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمر انسانی کا ذکر فرماتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفَّيْكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُرَدِّ اِلٰی اٰرْذَلِ الْعُمْرِ لِكِيْ لَا

يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ^ط **اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ** ^ع (پ ۱۴، النحل: ۷۰)

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری جان قبض کرے گا اور تم میں

کوئی سب سے ناقص عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے بیشک اللہ سب کچھ جانتا سب کچھ کر سکتا ہے۔

اس ”ارذل العمر“ کی کوئی مقدار معین نہیں ہے، تاریخی تجربہ ہے کہ بعض لوگ ساٹھ ہی برس کی عمر میں ایسے ہو جاتے ہیں کہ بعض لوگ ایک سو برس کی عمر یا کبھی کھوسٹ عمر کی منزل میں نہیں پہنچتے۔ ہاں امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ نوے برس کی عمر والے کے تمام قویٰ اور

حواس عمل و تصرف سے ناکارہ ہو جاتے ہیں اور وہ ہر قسم کی کمائی اور حج و جہاد وغیرہ کے قابل نہیں رہ جاتے اور یہ عمر اور اس کی کیفیات واقعی اس قابل ہیں کہ انسان اس سے خدا کی پناہ

مانگے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سات چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے اور یوں دعا مانگا کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَأَرْذَلِ الْعُمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ (صحيح البخاری، ج ۳، ص ۲۵۷، حدیث ۴۷۰۷ بتغییر قلیل)
اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کنجوسی سے اور کاہلی سے اور کھوسٹ عمر سے اور قبر کے عذاب سے اور فتنہ دجال سے اور زندگی کے فتنے سے اور موت کے فتنے سے۔

اسی لئے منقول ہے کہ مشہور بزرگ اور مستند عالم دین حضرت محمد بن علی واسطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات کے لئے خاص طور پر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

يَا رَبِّ لَا تُخَيِّنِي إِلَى زَمَنٍ أَكُونُ فِيهِ كَلًّا عَلَى أَحَدٍ
خُذْ بِيَدِي قَبْلَ أَنْ أَقُولَ لِمَنْ أَلْقَاهُ عِنْدَ الْقِيَامِ خُذْ بِيَدِي

یعنی اے اللہ! مجھے اتنے زمانے تک زندہ رکھ کہ میں کسی پر بوجھ بن جاؤں تو اس سے قبل میری دست گیری فرمالے کہ میں ہر ملنے والے سے اٹھتے وقت یہ کہوں کہ تم میرا ہاتھ پکڑ لو۔
حدیث شریف میں ہے اور بعض لوگوں نے اس کو حضرت عکرمہ کا قول بتایا ہے کہ جو شخص قرآن کو پڑھتا رہے وہ ارذل العمر (کھوسٹ) کو نہ پہنچے گا اور ایسے ہی جو قرآن میں غور و فکر کرتا رہے گا اور قرآن پر عمل بھی کرتا رہے گا وہ بھی اس کھوسٹ عمر سے محفوظ رہے گا۔

(تفسیر روح البیان، ج ۵، ص ۵۴-۵۵ (ملخصاً)، پ ۱۴، النحل: ۷۰)

دوسری ہدایت:- زندگی اور موت اور کم یا زیادہ عمر یہ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ و اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے کم عمر عطا فرمائے جس کو چاہے طویل عمر بخشے۔ کسی انسان کو ہرگز ہرگز اس میں کوئی دخل نہیں ہے انسان کو چاہئے کہ بہر حال خداوند قدوس کی مرضی پر صابر و شاکر رہے۔ ہاں البتہ یہ دعا مانگتا رہے کہ اللہ تعالیٰ میری زندگی کو نیکیوں میں گزارے اور ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ رکھے کیونکہ تھوڑی سی عمر ملے اور نیکیوں میں نہ گزرے تو اس سے بڑا کوئی انعام نہیں اور عمر طویل پائے مگر حسنات اور نیکیوں میں نہ گزرے تو وہ لمبی عمر بہت بڑا خسارہ اور وبال ہے اور اس کا ہر

وقت دھیان رکھے کہ کسی بوڑھے شخص کی بے ادبی نہ ہونے پائے بلکہ ہمیشہ بوڑھوں کا اعزاز و احترام پیش نظر رہے، کیونکہ

ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے دربار رسالت میں فقر و فاقہ کی شکایت کی، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَعَلَّكَ مَشَيْتَ أَمَامَ شَيْخٍ يَعْنِي غَالِبًا تَمْ كَسَى بُوڑھے آدمی کے آگے آگے چلے ہو گے۔ یہ اسی کی نحوست ہے۔

(تفسیر روح البیان، ج ۵، ص ۵۶، پ ۱۴، النحل: ۷۰)

توبہ کی فضیلت

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، اللہ عزوجل کے محبوب، وانا غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهُ یَعْنِی ”گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔“

(سنن ابن ماجہ، حدیث ۴۲۵۰، ص ۲۷۳۵) (فیضان سنت، ج ۱، ص ۱۲۸۳)

﴿۳۴﴾ بے وقوف بڑھیا

مکہ مکرمہ میں ایک بڑھیا ریٹھ بنت سعد بن تمیم قرشیہ تھی۔ جس کے مزاج میں وہم اور عقل میں فتنہ تھا وہ روزانہ دوپہر تک محنت کر کے سوت کا تار کرتی تھی اور دوپہر کے بعد وہ کاتے ہوئے سوت کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر ڈالتی تھی اور اپنی باندیوں سے بھی تروتاوی تھی، یہی روزانہ کا اس کا معمول تھا۔ (تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۱۰۸۹، پ ۱۴، النحل: ۹۲)

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں کھا کر یا اس کے نام پر لوگوں سے کوئی عہد کر کے اپنی قسموں اور عہدوں کو توڑ دیا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس عورت سے تشبیہ دیتے ہوئے قسموں اور عہدوں کو توڑنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۹۱﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَا ۖ ﴿۹۲﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کا عہد پورا کرو جب قول باندھو اور قسمیں مضبوط کر کے نہ توڑو اور تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو بیشک اللہ تمہارے کام جانتا ہے اور اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کر کے توڑ دیا۔

دوسری ہدایت: ہر قسم کی بدعہدی اور عہد شکنی ممنوع اور شریعت میں گناہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر بلا ضرورت اس کو توڑنا بھی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وَأَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۖ یعنی اپنے عہدوں اور معاہدوں کو پورا کرو اور فرمایا کہ وَاحْفَظُوا الْأَيْمَانَ ۖ یعنی اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ ہاں البتہ اگر کسی خلاف شرع بات کی قسم کھالی ہو تو ہرگز ہرگز اس قسم پر اڑے نہیں رہنا چاہئے بلکہ لازم ہے کہ اس قسم کو توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۳۵﴾ حصور گاؤں کی بربادی

”حضور“ یمن کا ایک گاؤں تھا اس گاؤں والوں کی ہدایت کے لئے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کو بھیجا جن کا نام موسیٰ بن میثا تھا جو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پرپوتے تھے۔ گاؤں والوں نے آپ کو جھٹلایا اور پھر آپ کو قتل کر دیا اس ناجائز حرکت پر خدا کا تہر و غضب اور اس کا عذاب گاؤں والوں پر اتر پڑا۔ گاؤں والے طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار ہو گئے یہاں تک کہ ”بخت نصر“ کا فرو ظالم بادشاہ اس گاؤں پر مسلط ہو گیا۔ اور اس نے نہایت ہی بے دردی کے ساتھ پورے گاؤں کے تمام مردوں کو قتل کر دیا اور سب عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈی بنالیا اور شہر کو تاخت و تاراج کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ جب شہر میں قتل عام شروع ہوا تو گاؤں والے بھاگنے لگے اس وقت فرشتوں نے بطور مذاق کے کہا کہ اے گاؤں والو! مت بھاگو اور اپنے گھروں میں اپنے مال و دولت کو لے کر آرام و حسین زندگی بسر کرو۔ کہاں بھاگ رہے ہو؟ ٹھہرو! یہ انبیاء علیہم السلام کے خون ناحق کا بدلہ ہے جو تمہیں مل رہا ہے، آسمان سے ملائکہ کی یہ آواز پورے گاؤں میں آتی رہی اور ”بخت نصر“ کے لشکروں کی تلواریں ان کے سر اڑاتی رہیں۔ جب گاؤں والوں نے یہ منظر دیکھا تو اپنے گناہوں اور جرموں کا اقرار کرنے لگے مگر ان کی آہ وزاری اور گریہ و بے قراری نے ان کو کوئی نفع نہیں دیا۔ گاؤں میں ہر طرف خون کی ندیاں بہہ گئیں اور سارا گاؤں تہس نہس ہو گیا۔ قرآن مجید نے ان لوگوں کی ہلاکت و بربادی کی داستان کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے:

وَكَمْ قَصَبْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝۱۱
فَلَبَّآ أَحْسَوَا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ۝۱۲ لَا تَرَ كُضُؤًا وَرِجُوعًا
إِلَى مَا أَتَرْتُمْ فِيهِ وَمَسَكِينٌ لَكُمْ تَسْأَلُونَ ۝۱۳ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝۱۴ فَمَا زِلْتُ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّى جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا

خُذِ بَيْنَ ۝ (پ ۱۷، الانبیاء: ۱۱-۱۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور کتنی ہی بستیاں ہم نے تباہ کر دیں کہ وہ ستمگارتھیں اور ان کے بعد اور قوم پیدا کی تو جب انہوں نے ہمارا عذاب پایا جیھی وہ اس سے بھاگنے لگے نہ بھاگو اور لوٹ کے جاؤ ان آسائشوں کی طرف جو تم کو دی گئی تھیں اور اپنے مکانوں کی طرف شاید تم سے پوچھنا ہو بولے ہائے خرابی ہماری بیشک ہم ظالم تھے تو وہ یہی پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں کر دیا کاٹے ہوئے بجھے ہوئے۔

اور بعض مفسرین کرام نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں گاؤں سے مراد گزشتہ ہلاک شدہ امتوں کے گاؤں ہیں۔ یعنی حضرت نوح و حضرت لوط و حضرت صالح و حضرت شعیب علیہم السلام کی قوموں کی بستیاں جو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک و برباد کر دی گئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(تفسیر صاوی، ج ۴، ص ۱۲۹۲، پ ۱۷، الانبیاء: ۱۱)

درس ہدایت: حضرات انبیاء علیہم السلام کی تکذیب و توہین اور ان کی ایذا رسانی و قتل یہ سب بڑے بڑے وہ جرم عظیم ہیں کہ خداوند قدوس کا عذاب ان لوگوں پر ضرور ہی آتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید گواہ ہے کہ بہت سی بستیاں انہیں جرموں میں تباہ و برباد کر دی گئیں۔

﴿۳۶﴾ حضرت ذوالکفل علیہ السلام

قرآن مجید میں حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر صرف دو سورتوں یعنی سورہ ”انبیاء“ اور سورہ ”ص“ میں کیا گیا ہے اور ان دونوں سورتوں میں صرف آپ کا نام مذکور ہے۔ نام کے علاوہ آپ کے حالات کا مجمل یا مفصل کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ سورہ انبیاء میں یہ ہے:

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ ۖ كُلٌّ مِّنَ الصَّابِرِينَ ﴿۸۵﴾

(پ ۱۷، الانبیاء: ۸۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور اسماعیل اور ادریس، ذوالکفل کو (یاد کرو) وہ سب صبر والے تھے۔

اور سورہ ”ص“ میں اس طرح ارشاد ہوا کہ

وَذَكُرْ اسْمِ الْعِيسَىٰ وَذَا الْكُفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ الْاٰخِیَارِ ۝۲۸

(پ ۲۳، ص ۴۸)

ترجمہ کنز الایمان: اور یاد کرو اسمعیل اور یحییٰ اور ذوالکفل کو اور سب اچھے ہیں۔

حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید نے نام کے سوا کچھ نہیں بیان کیا ہے اسی طرح حدیثوں میں بھی آپ کا کوئی تذکرہ منقول نہیں ہے۔ لہذا قرآن وحدیث کی روشنی میں اس سے زیادہ نہیں کہا جاسکتا کہ ذوالکفل علیہ السلام خدا کے برگزیدہ نبی اور پیغمبر تھے جو کسی قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

البتہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام حضرت ایوب علیہ السلام کے فرزند ہیں اور انہوں نے خالصاً لوجہ اللہ کسی کی ضمانت کر لی تھی۔ جس کی وجہ سے ان کو کئی برس قید کی تکلیف برداشت کرنی پڑی۔ (موضح القرآن)

اور بعض مفسرین نے تحریر فرمایا کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام درحقیقت حضرت حزقیل علیہ السلام کا لقب ہے۔

اور زمانہ حال کے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ذوالکفل ”گوتم بدھ“ کا لقب ہے اس لئے کہ اس کے دارالسلطنت کا نام ”کیل وستو“ تھا جس کا معرب ”کفل“ ہے اور عربی میں ”ذو“، ”صاحب“ اور ”مالک“ کے معنی میں بولا جاتا ہے اس لئے یہاں بھی ”کیل وستو“ کے مالک اور بادشاہ کو ”ذوالکفل“ کہا گیا اور ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ”گوتم بدھ“ کی اصل تعلیم توحید اور حقیقی اسلام ہی کی تھی مگر بعد میں یہ دین دوسرے ادیان وملل کی طرح مسخ ومحرف ہو گیا۔ مگر واضح رہے کہ زمانہ حال کے چند لوگوں کی یہ رائے کہ ”ذوالکفل“ ”گوتم بدھ“ کا لقب ہے میرے نزدیک یہ محض ایک خیالی تُلک بندی ہے۔ تاریخی اور تحقیقی حیثیت سے اس رائے کی کوئی وقعت

نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اظہار ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام انبیاء بنی اسرائیل میں سے ہیں اور بنی اسرائیل کے ان حالات و واقعات کے سوا جن کی تفصیلات قرآن مجید میں مختلف انبیاء بنی اسرائیل کے ذکر میں آتی رہی ہیں، حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے زمانہ میں کوئی خاص واقعہ ایسا درپیش نہیں ہوا جو عام تبلیغ و ہدایت سے زیادہ اپنے اندر عبرت و موعظت کا پہلو رکھتا ہو۔ اس لئے قرآن مجید نے فقط ان کے نام ہی کے ذکر پر اکتفا کیا اور حالات و واقعات کا ذکر نہیں فرمایا فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۳۷﴾ نہریں اٹھالی جائیں گی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نہروں کو جنت سے جاری فرمایا ہے۔ {۱} جیحون {۲} یحون {۳} دجلہ {۴} فرات {۵} نیل۔ یہ پانچوں ندیاں ایک ہی چشمہ سے جاری ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ جنت کے اس چشمہ کو پہاڑوں کے اندر امانت رکھ دیا ہے اور پہاڑوں سے ان نہروں کو زمین پر جاری فرما دیا ہے۔ جس سے لوگ طرح طرح کے فوائد حاصل کر رہے ہیں۔ جب یا جوج ماجوج کے نکلنے کا وقت ہوگا تو اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو زمین پر بھیجے گا اور وہ چھ چیزوں کو زمین سے اٹھالے جائیں گے۔

{۱} قرآن مجید {۲} تمام علوم {۳} حجر اسود {۴} مقام ابراہیم {۵} موسیٰ علیہ السلام کا تابوت {۶} مذکورہ بالا پانچوں نہریں اور جب یہ چھ چیزیں زمین سے اٹھالی جائیں گی تو دین و دنیا کی برکتیں روئے زمین سے اٹھ جائیں گی اور لوگ ان برکتوں سے بالکل محروم ہو جائیں گے۔

(تفسیر صاوی، ج ۴، ص ۱۳۶۰، پ ۱۸، المومنون: ۱۸)

اللہ عز و جل نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنْتَهُ فِي الْأَرْضِ ۖ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ
بِهِ لَقَدِيرُونَ ﴿١٨﴾ (پ ۱۸، المؤمنون: ۱۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے آسمان سے پانی اتار ایک اندازہ پر پھر اسے زمین میں
ٹھہرایا اور بیشک ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں۔

اس آیت میں **وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ لَقَدِيرُونَ ﴿١٨﴾** کا یہی مطلب ہے کہ ان
پانیوں اور نہروں کو ایک وقت ہم اٹھا کر جہاں سے ہم نے اتارا ہے وہاں پہنچا دیں گے اور
زمین سے یہ سب ناپید ہو جائیں گے۔

درسِ ہدایت: تو بندوں پر لازم ہے کہ خداوند قدوس کی ان نعمتوں کی شکر گزاری کے
ساتھ حفاظت کریں اور ہرگز ہرگز پانی کو بیکار ضائع نہ کریں اور ہر وقت خدا سے ڈرتے رہیں
کہ کہیں یہ نعمت ہم سے سلب نہ کر لی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۳۸﴾ تَخْلِيقِ انسانی کے مراحل

اللہ تعالیٰ بڑا قادر و قیوم ہے۔ اگر وہ چاہے تو ایک لمحہ میں ہزاروں انسانوں کو پیدا فرما دے
مگر وہ قادرِ مطلق اپنی قدرتِ کاملہ کے باوجود اپنی حکمتِ کاملہ سے انسانوں کو بتدریج شرفِ
وجود بخشتا ہے۔ چنانچہ نطفہ ماں کی بچہ دانی میں پہنچ کر طرح طرح کی کیفیات اور قسم قسم کے
تغییرات سے ایک خاص قسم کا مزاج حاصل کر کے جما ہوا خون بن جاتا ہے۔ پھر وہ جما ہوا خون
گوشت کی ایک بوٹی بن جاتا ہے۔ پھر گوشت کی بوٹی ہڈیاں بن جاتی ہیں۔ پھر ان ہڈیوں پر
گوشت چڑھ جاتا ہے اور پورا جسم تیار ہو جاتا ہے پھر اُس میں رُوح ڈالی جاتی ہے اور یہ بے
جان بدن جان دار ہو جاتا ہے اور اس میں نطق اور سمع و بصر وغیرہ کی مختلف طاقتیں ودیعت رکھی
جاتی ہیں۔ پھر ماں اس بچہ کو جنمتی ہے اس طرح مختلف منازل و مراحل کو طے کر کے ایک انسان
بتدریج عالم وجود میں آتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے تخلیقِ انسانی کے ان مراحل کا نقشہ ان

الفاظ میں پیش فرمایا ہے کہ

ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النَّطْفَةَ عَلَاقَةً وَخَلَقْنَا
الْعَلَاقَةَ مُضْغَةً وَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظًا فَكَسَوْنَا الْعِظَ لَحْمًا ثُمَّ أُنشَأْنَاهُ
خَلْقًا آخَرَ ۖ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ﴿١٤﴾ (پ ۱۸، المؤمنون: ۱۳-۱۴)

ترجمہ کنزالایمان :- پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پھر ہم نے اس پانی
کی بوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان
ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے
بہتر بنانے والا ہے۔

درسِ ہدایت :- تخلیق انسانی کے ان مختلف مراحل سے گزرنے میں خداوند قدوس کی کون
کون سی حکمتیں اور کیا کیا مصلحتیں پوشیدہ ہیں؟ ان کو بھلا ہم عام انسان کیا اور کیونکر سمجھ سکتے ہیں؟
لیکن کم سے کم ہر انسان کے لئے اس میں عبرتوں اور نصیحتوں کے بہت سے سامان ہیں تاکہ
انسان یہ سوچتا رہے اور کبھی اس سے غافل نہ رہے کہ میں اصل میں کیا تھا؟ اور خداوند قدوس نے
مجھے کیا سے کیا بنا دیا؟ یہ غور کر کے خداوند تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ پر ایمان لائے اور کبھی فخر و تکبر اور
خود نمائی کو اپنے قریب نہ آنے دے اور یہ سوچ کر کہ میں نطفہ کی ایک بوند سے پیدا ہوا ہوں
میشہ عاجزی و فروتنی کے ساتھ منکسر المزاج بن کر زندگی بسر کرے اور یہ سوچ کر قیامت پر بھی
ایمان لائے کہ جس خدا نے مجھے ایک بوند نطفہ پانی سے انسان بنا دیا وہ بلاشبہ اس پر بھی قادر ہے
کہ مرنے کے بعد دوبارہ مجھے زندہ کر کے میرے اعمال نیک و بد کا حساب لے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿ ۳۹ ﴾ مبارک درخت

قرآن مجید میں مبارک درخت سے مراد ”زیتون“ کا درخت ہے۔ طوفانِ نوح علیہ السلام
کے بعد یہ سب سے پہلا درخت ہے جو زمین پر اُگا اور سب سے پہلے جہاں اُگا وہ طور ہے

جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا سے ہم کلام ہوئے۔ زیتون کے درخت کی عمر بہت زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض عالموں نے فرمایا ہے کہ تین ہزار برس تک یہ درخت باقی رہتا ہے۔ (تفسیر صاوی، ج ۴، ص ۱۳۶۰، پ ۱۸، المومنون: ۲۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ زیتون میں بہت سے فوائد اور منفعتیں ہیں۔ اس کے تیل سے چراغ جلایا جاتا ہے اور یہ بطور سالن کے بھی استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی سر اور بدن پر مالش بھی کرتے ہیں اور یہ چڑے کی دباغت میں بھی کام آتا ہے اور اس سے آگ بھی جلاتے ہیں اور اس کا کوئی جزو بھی بیکار نہیں۔ یہاں تک کہ اس کی راکھ سے ریشم دھو کر صاف کیا جاتا ہے اور یہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے مکانوں اور مقدس زمینوں میں اُگتا ہے اور اس کے لئے ستر انبیاء کرام نے برکت کی دعا مانگی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس دعاؤں سے بھی یہ درخت سرفراز ہوا ہے۔ (تفسیر صاوی، ج ۴، ص ۱۴۰۵، پ ۱۸، نور: ۳۵)

اللہ تعالیٰ نے اس مبارک درخت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدِّهْنِ وَصِبْغٍ لِلْاٰدَمِيْنَ ۝۲۰

(پ ۱۸، المومنون: ۲۰)

ترجمہ کنز الایمان:۔ اور وہ پیڑ پیدا کیا کہ طور سینا سے نکلتا ہے لے کر اُگتا ہے تیل اور کھانے والوں کے لئے سالن۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ ۝۲۱

(پ ۱۸، النور: ۳۵)

ترجمہ کنز الایمان:۔ روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچم کا۔